رجسٹرڈ ایل ۲۸۸

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا

ہے یہ نور سرمد کا
ہے یہ رخ محمد کا

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ... مسیحہ ... من اللہ

طلع البدر علینا
وجب الشکر علینا

ای جہاں منتظر خوشباش کل دستان
آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

البدر

جلد ۳ | بابت ۲۴ - ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۴ء | نمبر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفی ما را امام و پیشوا
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست — بادہ عرفان ما از جام اوست
مہر او با شیر شد اندر بدن — جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ما از و نوشیم ہر آبی کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
از و یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بی او محال
از ملائک و از خبر ہای معاد — ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
معجزات او ہمہ حق اند و راست — منکر آن مورد لعن خداست
ہم از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکاری کند از اشقیاست

اندرین دین آمدہ از مادریم — ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن رسولی کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود — آن نہ از خود از ہمان جائی بود
اقتدائی قول او در جان ماست — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
آنچہ از حضرت احدیت است — منکر آن مستحق لعنت است
معجزات انبیاء و سابقین — آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
یکقدم دوری ازان روشن کتاب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں۔ ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب بیعت ساتھ ساتھ

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہٗ و رسولہٗ۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اُن تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ (سہ بار) رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ✦

پھر اسکے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

دس شرائط بیعت

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے۔ کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا **دوم** یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے **سوم** یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا **چہارم** یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے **پنجم** یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کیساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا **ششم** یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا **ہفتم** یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا **ہشتم** یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا **نہم** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا **دہم** یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

نوٹ بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء تک اسکو پندرہ سال ہو گئے ہیں۔ جبکہ ہم لوگ ... اسکے ساتھ اس چودھویں سال کی یادگار میں ہم آپ کی تسخ و حضرت ... قارئین ...

ماقبل کا تسلسل: حالات حضرت مسیح الزمان علیہ السلام

۱۶ اکتوبر ۱۹۰۴ء

آج کا وہ دن تھا جس دن حضور مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قدم میمنت لزوم سے قادیان کی زمین کو عزت بخشی تھی۔ آپ کی تشریف لے جانے سے جو غیر معمولی بے رونقی قادیان میں پھیل گئی تھی۔ اور در و دیوار سے جو حسرت ٹپک رہی تھی۔ گویا اس پر ایک نئی آب و تاب اور ترو تازگی آ گئی تھی۔ اور اسی لئے اگر ہم قادیاں کی در و دیوار کی زبان سے ذیل کے شعر لکھ دیں۔ تو کوئی مبالغہ نہ ہو گا۔ جن کو ہمارا دل ان سے پڑھ پڑھ کر ہر گلی و کوچہ تسلی پا رہا تھا۔

پھر بہار آتی ہے تجھ میں اے گلستان غم نہ کھا

وہ چلی آتی ہے فوج عندلیبان غم نہ کھا

گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع تو زاری نہ کر

پھر وہی محفل وہی ہے انجمن غم نہ کہا

ہمارے دوست اور سابق بالخیر ... خادم قوم شیخ تراب صاحب کی ہمیشہ سے عادت ہے۔ کہ وہ ایسے موقعہ پر خیر مقدم یا مبارکباد کے [illegible] ..... اصحاب کے [illegible] کا خاتمہ ہو چکا ہے ..... ایسے مواقع پر جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ اس سے [illegible] مقدر لکھنا میرے جیسے ترتیب کے محتاج کا تو کام بھی نہیں اس لئے مناسب جانا ہے۔ کہ انہی کے خیر مقدم کو یہاں درج کر دوں

خیر مقدم

مژدہ کہ ایام نو بہار آمد ✣ زمانہ را خبر از برگ و بار خود بکنم

آج کیا ہے؟ جو دار الامان **قادیان** کی سرزمین میں غیر معمولی رونق پائی جاتی ہے **احمدیہ چوک** کی خصوصیت کے ساتھ ہی نہیں کہ ہر متنفس بلکہ ہر در و دیوار تک سے مسرت و شادمانی ٹپکتی ہے۔ آخر اس کا کوئی باعث بھی ہے

لچکنے شاخوں میں جنبش ہے اسی بہو نیم سے

بہار جھول رہی آ خوشی کے جھونکے میں

سنو! سنو!! طائران قدس کہہ رہے ہیں۔ کہ

عالیجناب **حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود دام اللہ برکاتہم**۔ پورے دو مہینے کی مفارقت کے بعد سرزمین دار الامان قادیان کو اپنے قدم میمنت لزوم سے معزز و مفتخر فرماتے ہیں۔ **اہلاً و سہلاً!! و مرحبا!!** سرزمین **قادیان** کے لئے آج نہایت فخر کا موقع ہے۔ اور وہ اپنی **یاوری قسمت۔ خوبی طالع** اور **سعادت** بخت پر جس قدر ناز کرے۔ بجا ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا **فرستادہ** نبیوں کا موعود اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا **نائب** امۃ محمدیہ علیہ التحیۃ کا **خاتم الخلفاء** آج اسی رنگ میں پھر وارد ہوا ہے جس طرح پر ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد کا حقیقی **مصداق** اور **موعود** آج سے تیرہ[13] صدیاں پیشتر بیابان مکہ کا مہجور قرار پا چکنے کے بعد دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ **ام القریٰ** میں داخل ہوا تہا۔ اور یہ سعادت اور فخر جو دار الامان قادیان اللہ تعالیٰ کے **موعود** کے قدوم میمنت لزوم سے ملا ہے محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور عطا ہے۔ ؎

این سعادت بزور بازو نیست۔

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔

اے سرزمین قادیان! شادماں ہو کہ تجہ میں تازہ بہار آئی **ہاں** یاد رکھ خدا کا فضل اور اسکی امان تجہ میں نازل ہوئی ہے۔ **اے باشندگان دار الامان!** سر آنکھوں سے چلو۔ اور دولت زیارت لوٹو۔ کہ تمہارے **سید** و مولا محبوب و **مقتدا** امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تشریف شریف ارزانی فرمائی ہے۔ ؎

اے آمدنت باعث آبادی ما ✣ ذکر تو بود زمزمہ شادی ما

اے خدا کے **جری**! امت محمدیہ علیہ التحیۃ کے **فخر**! اے انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی کے مخاطب اے ابراہیم! اے آدم اے نوح اے موسیٰ اے احمد! اللہ تعالیٰ تیرا حامی و ناصر ہو (آمین) کہاں ہم خاکسار اور کہاں حضور کا نزول اجلال اور دربار! اللہ تعالیٰ کے اس فضل نا متناہی پر ہم جسقدر سجدات شکر بجا لائیں۔ وہ کم ہے۔ اگرچہ تیرا عارضی ہجر سخت صدمہ تہا۔ لیکن ایک رنگ میں دراصل **ہجرت** کا اثر اپنے اندر رکہتا تہا۔ اس لئے یہ ہجر اللہ تعالیٰ کے ایک جلیل الشان نشان کا پیش خیمہ ہونے کی وجہ سے طمانیت بخش اور سرور افزا تہا۔ مگر **آج** ہمارے طالع خفتہ بیدار ہوئے ہیں۔ ہمارے چمن امید میں بہار آئی ہے۔ اس لئے ہم تر زبان حمد الٰہی ہوتے ہیں۔ اور تیری واپسی پر سجدات شکر بجا لاتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ تیرا حامی کار ہو۔ اور اپنے وعدوں کے موافق ہر موطن میں تیرا **ناصر** ہو۔ تیرے پاک اغراض میں تجھے کامیاب کرے۔ عرصہ دراز تک تیرا فیض سایہ ہو اسلام کے سر پر رہے۔ ؎

سایہ گستر باد یارب بر دل شیدا ما

خضر ما مہدی ما عیسیٰ ما مرزائے ما

اے بزرگان ملت! اے گرامی قدر گوہر ہائے خاندان **رسالت**! آپکے قدوم میمنت لزوم ہمارے سر آنکہوں پر! شہنشاہ حقیقی! **حضرت خلیفۃ اللہ** کے زیر عطوفت آپکی عز و شان بڑہائے۔ کبہی بندگان عالی کے حضور اس عاجز کی طرف سے بہی عرض کر دیجئے۔ کہ اسے اللہ تعالیٰ کے معطر و مسوح مسیح مہدی **الحکم** کا ایڈیٹر تیری نیم شبی دعاؤں کا خواستگار ہے۔ کہ اس پر اسکی اولاد پر اور کو اہل بیت پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل نازل کرے۔ اور وہ تیری پاک اغراض کی تکمیل و اشاعت کا سچا ذریعہ ثابت ہوں ایکی مدت اور حشر تیرے قدموں پر ہو (آمین) بالآخر سلسلہ عالیہ احمدیہ کا **قومی خادم** ہونے کی حیثیت سے تیری اس واپسی پر وہ مبارکباد عرض کرتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

۱۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء مغرب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہ نشین پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا۔ کہ میرے سر کی حالت آج بھی اچھی نہیں۔ چکر آ رہا ہے جب جماعت کا وقت آتا ہے۔ تو اس وقت خیال گذرتا ہے۔ کہ سب جماعت ہو گی۔ اور میں شامل نہ ہوؤنگا۔ اور افسوس ہوتا ہے۔ اس لئے افتاں خیزاں چلا آتا ہوں۔

✣

چند اصحاب اپنی مستورات کے علاج کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اور انجام کار معلوم ہوا۔ کہ بس ڈاکٹروں کے علاج سے کوئی فرق مرض میں معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ چونکہ یہ لوگ متدین نظر نہیں آتے۔ اس لئے خطرہ ہے۔ کہ کوئی اور تکلیف نہ بڑہ جاوے۔ ان کو کہدو۔ کہ چلے آویں۔ شافی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دائیوں کا دستور ہوتا ہے کہ محض روپیہ لوٹنے کی خاطر وہ مرض کو بڑھاتی جاتی ہیں۔ قادیان کی آب و ہوا لاہور کی نسبت بہت عمدہ ہے۔ اس سے ان کو فائدہ ہو گا۔ ہم یہ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ جو بات دل میں آوے۔ اُسے مخفی رکہا جاوے۔ تو یہ ایک قسم کی خیانت ہے۔ عورتوں کے بعض امراض اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ انکے علاج کے لئے کہلی ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے بعض رؤسا میں جو اشد درجہ کا پردہ مروج ہے۔ میں اسکے خلاف ہوں۔ بعض عورتوں کو بعض وقت کہلی ہوا میں پہرانا چاہئے۔ دیکہو حضرت عائشہ صدیقہ رفع حاجت کے لئے باہر جایا کرتی تھیں۔ کیا پہر آجکل کی رؤسائی عورتیں ان سے بڑہکر ہیں

حضرت حکیم نور الدین صاحب نے فرمایا۔ کہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ مراق کے تین علاج ہیں۔ اول چلنا پہرنا۔ دوسرے بیکار نہ رہنا کسی نہ کسی شغل میں مصروف رہنا۔ تیسرے ہینگ و افسنطین کا استعمال یہ حصول اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل ہی کی ضرورت ہے۔ اور قرآن شریف اور توریت سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ بہت ضعیف تھیں اور انکی کوئی اولاد نہ تھی۔ انکی نسبت توریت میں لکہا ہے۔ کہ خدا نے کہا۔ کہ میں نے اسکے رحم کو کہولا پس خدا ہی کہولے تو کہل سکتا ہے۔ (مگر یاد رہے کہ اس تقریر سے دوائیوں کی علاج کی حرمت نہ سمجہی جاوے)

حضرت اقدس کی روانگی کی اطلاع کی غرض سے یہ چند اوراق جلد شائع کر دئے گئے اور باقی نمبر عنقریب پہونچیں گے

اس کے بعد کے ایام میں حضرت اقدس کی طبیعت علیل رہی۔ اور اسی وجہ سے آپ بعض باجماعت نمازوں میں شامل نہ ہو سکے۔ اور ایک دن مغرب اور عشاء کی نماز جمع کی گئی۔

۱۹ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ احمدی جماعت کی طرف سے دعوت کا پیغام آیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تین چار روز کے بعد میں جواب دونگا۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ حضور علیہ السلام استخارہ کے بعد روانگی کی تاریخ مقرر کرینگے۔